ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

صدر شعبہ اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی

حافظہ عائشہ صدیقہ

پی ایچ ڈی سکالر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

واصف علی واصف کا تصور عشق

Wasif Ali Wasif's Concept of Love

ABSTRACT:

Wasif Ali Wasif's love is not superficial but it is Mystical. His heart was filled with real love. It Can be shown in his teachings . His prose and poetry Has the feelings of love for The creator and His creations . he can understand the meaning of life And also tells how to live the life according to Allah's Will. He has great love for Holy prophet SAW , as he Considered his love is mandatory to be successful And trighteous . he tells different ways ,how to love Human beings , as humanity is above all. In this article An attempt is made to portray wasif Ali wasif 's concept of love.

Key Words: Wasif Ali Wasif, mystical love, spirituality, Islamic teachings, love for Allah, love for Holy Prophet SAW, humanity, concept of love, Sufi thought

اس کائنات کی بنیاد میں دو جذبے کار فرما ہیں، چاہنا اور چاہے جانا۔ رب نے اپنی ذات کی پہچان چاہی تو انسان بنادیا اور اپنے حبیب کی چاہت میں یہ کائنات کن فرمادی۔ اس لیے کائنات میں موجود ہر ذی روح میں اس کا کچھ عنصر موجود ہے۔ انسان جو تمام مخلوقات میں سے افضل ترین مخلوق ہے، اسے یہ جذبہ زیادہ ودیعت کیا گیا ہے ۔ چاہت کا یہ جذبہ جب ایک حد سے بڑھ جائے تو عشق بن جاتا ہے۔ یہ مقدس جذبہ، محبت کا بلند ترین مقام کہلاتا ہے۔ جس میں صرف ایک ہی ہستی، اسی کی خوشی، اسی کا رنگ، اسی کی چاہت باقی رہتی ہے، باقی تمام جذبے ہیچ ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسی واردات قلبی ہے جس کے بارے میں ادب کی ہر صنف میں ادیبوں نے اپنے اپنے انداز سے خامہ فرسائی کی ہے۔

واصف علی واصف ،اردو ادب کے ممتاز ادیب جن کے کلام میں تصوف کا رنگ گہرا اور اکہرا ہے ، نے جابجا عشق کو موضوع بنایا ہے۔ان کی نثر میں جہاں حکمت و دانائی کے گوہر ملتے ہیں، شاعری میں بھی جابجا ان کا اظہار موجود ہے۔ان کے شاعری میں اخلاص، توحید، انسانیت، فکر و ایثار کے مضامین کثرت سے موجود ہیں۔ عشق کا جذبہ ان کے ہاں زیادہ کار فرما ہے۔ان کی شاعری کا اعجاز ہے کہ فصاحت و بلاغت کے ذریعے وہ مضامین بڑی عمدگی سے بیان کر دیتے ہیں جنہیں بیان کرنے کے لیے دفتر درکار ہوتے ہیں۔ان کے ہاں عشق لا متناہی اور لا محدود جذبہ ہے جو کائنات کے ہر جز میں موجود ہے کیوں کہ 'کل' کی بے مثال صفات میں سے ایک صفت ہے ۔عشق مجاز بھی ہو سکتا ہے اور حقیقت بھی۔اسی کی وضاحت کرتے ہوئے واصف علی واصف بیان کرتے ہیں کہ اپنے عشق کو صرف محبوب تک محدود کر دیا جائے تو یہ مجاز کہلائے گا لیکن اگر اس میں کائنات کو شریک کر لینے کی خواہش ہو جائے تو حقیقت بن جاتا ہے۔1

واصف علی واصف کا عشق ، عشق صوفیانہ ہے ۔ان کا عشق سطحی جذباتیت کا مظہر نہیں بلکہ اس میں تعقل و تفکر کی گہرائی ہے ، خم و تسلیم کی خوش ادائی ہے ۔راز و نیاز اور ادائے ناز کی رعنائی ہے ۔سوز و گداز کی نغمہ سرائی ہے۔جہاں تحیر بھی ہے اور شعور بھی، جہاں وارفتگی بھی ہے اور آگہی بھی۔واصف علی واصف اس کائنات کا مبدا ہی عشق کو قرار دیتے ہیں۔کیوں کہ یہ لازم تھا معشوق کے لیے کوئی عاشق ہوتا۔اس کائنات کی تمام روشنی اس ذات کی یاد اور عشق کی بدولت ہے کیوں کہ عشق ہی یہ مرحلے طے کر سکتا ہے کہ وہ جلوہءذات کو جانے اور پہچانے ، عقل اس کے آگے محو تماشا ہے۔عشق میں ہی جرات و بے خوفی ہے، دلیری و بے باکی ہے۔یہی بے خوفی ہے جس نے خلیل اللہ کو نار نمرود میں ڈلوایا، ذبیح اللہ کو راہ عشق میں قربان کروایا، کلیم اللہ کو طور پر جلوہ دکھایا۔یہی عشق کی بے خوفی اور جرات ہے جس نے کربلا میں نیزوں کے سائے میں نماز ادا کروائی ، جس نے سر تو کٹوالیا لیکن باطل کے آگے نہیں جھکایا۔یہی وہ عشق کی سر مستی ہے جس نے زنجیروں میں جکڑ کر بھی کلمہ احد کہلوایا اور موت کے آگے ڈٹ جانے کا سلیقہ سکھایا۔یہی وہ عشق کا لطف و کیف ہے جس نے شمس کی کھال کو کھنچوایا اور منصور کو سولی پر چڑھایا۔عشق کے اسی کیف دوام کو پا لینے کی لذت نے رومی، جامی، سنائی، عطاری اور رازی بنائے۔

واصف علی واصف کے نزدیک انسان کو فرشتوں سے برتری اور فوقیت اسی عشق کی بنا پر ہے ۔فرشتے ہمہ وقت تقرب میں تو ہیں لیکن وہ لذت فراق سے محروم ہیں۔وہ اطاعت میں ہیں لیکن عشق میں نہیں۔فرشتے وصال میں تو ہیں لیکن تمنائے دیدار کی لذت و انبساط سے مسرور نہیں ہو سکتے کیوں کہ عشق ہجر کے آتش کدوں

میں جوان ہوتا ہے اور وصال کے برف خانوں میں منجمد ہو جاتا ہے۔ واصف صاحب کے نزدیک عشق سوز بھی ہے اور ساز بھی، عشق خامشی بھی ہے اور آواز بھی، عشق میں ہی حسن کا سب سے بڑا راز بھی ہے۔

عشق اول ہے یا پہلے حسن ہے
دلِ نظر کی گفتگو ہے ، میں کہاں2

واصف علی واصف کا عشق مجاز کے پردے سے نکل کر حقیت کا علمبردار نظر آتا ہے۔ عشق حقیقی دراصل عشق مصطفی ﷺ ہے۔ جو انسان اللہ کی محبت کا طالب ہے، اسے وہ طلب عشق مصطفی ﷺ سے ہی مل سکتی ہے۔ واصف علی واصف کے نزدیک عشقِ رسولؐ ہی انسان کی حیات کا راز ہے اور یہی منبع نجات ہے۔ عشق نبیؐ ہی در حقیقت عشق حقیقی ہے۔ اسی میں ہی انسان کی زندگی و بندگی کا راز مضمر ہے۔ یہ وہ عشق ہے جس میں خود رب ذوالجلال نے ساری کائنات کو شریک کر لیا۔ اسے عقل کی حد سے نکال کر لا محدود وسعتوں اور رفعتوں سے آشنا کروایا۔ ساری خلقت ذکر حقیقی میں مشغول نظر آتی ہے اور خود حق، ذکر حبیب میں۔

میں تری نماز ادا کروں، تو ہو محو ذکر حبیب میں اسی بنا پر واصف علی واصف نے اپنے نظریات، خیالات اور کلمات سے انسانیت کے دل میں عشق رسولؐ کی شمع فروزاں کی کیوں کہ انسان کی فلاح و نجات، سرفرازی و کامرانی عشق رسول ﷺ میں ہی پوشیدہ ہے۔

ایک اور جگہ وہ یوں ان افکار کو اشعار کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں:

جنہیں تیرا نقش قدم ملا ،وہ غم جہاں سے نکل گئے
یہ میرے حضور کا فیض ہے ،کہ بھٹک کے ہم جو سنبھل گئے
تو ہی کائنات کا راز ہے، تیرا عشق میری نماز ہے
تیرے در کے سجدے میرے نبی، میری زندگی کو بدل گئے3

واصف صاحب کے نزدیک عشق کی بنیاد ہی سر تسلیم خم کر دینے میں ہے۔ عشق کی وہ منزل جس میں محبوب کے ستم بھی کرم لگیں، وہیں پر عشق سلامت رہ سکتا ہے کیوں کہ عشق کے راز و انداز نرالے ہیں۔ عشق عاشق کو سر بازار رقص کرواتا ہے، راہِ سلوک کی منزلیں طے کراتا ہے، دانائے راز بناتا ہے۔ عشق کی منزل کٹھن او رخار دار راہوں سے ہو کر گزرتی ہے۔ جادہ عشق کا راہی ہر کوئی نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس سفر میں سر دھڑ کی بازی

لگانی پڑتی ہے۔ اپنا آپ، اپنی انا، اپنی مرضی، اپنی چاہت ہر چیز کو قربان کر کے میں سے تو ہونے کا سفر ہے۔ اس راہ پر چلنے کے لیے استقامت اور بلند حوصلگی درکار ہے۔ اس سفر کو سوچ سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے کیوں کہ اس سفر میں قدم بڑھا کر واپسی کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ واصف صاحب کے نزدیک جو عشق کے راستے سے ہٹنے کا ارادہ بھی کرے تو وہ عشق کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔

پہلا قدم ہی عشق میں ہے آخری قدم
محروم عشق ہے جو ارادے سے ہٹ گیا[4]

عشق کے باطن میں لا محدود خزانے ہیں جو صاحب انسان کو صاحب وجدان بنا دیتا ہے، صاحب قال کو صاحب حال بنا دیتا ہے۔ یہ عشق یوں دونوں جہانوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ یہ اعجازِ عشق ہی ہے جس نے واصف صاحب کے اندر شوخی رندانہ پیدا کر کے نعرہ مستانہ بلند کرنے کی جرات عطا کی ہے۔ یہ عشق کی سرمستی ہے جس کے باعث انہوں نے طائر لاہوتی اور جوہر ملکوتی کو پہچانا۔ یہ واصف بسمل کی تڑپ ہے جو سوز محبت میں اشک ندامت سے ایک قیامت برپا کر کے اسے گوہر یکدانہ بنا دیتے ہیں، جو سوزش ہجراں میں اسے پروانہ بنا دیتے ہیں، جو پھول پر رقصاں شبنم کو جلوہ جانانہ بنا دیتے ہیں، جو محبوب کی قربت میں رونق محفل اور فرقت میں اس کے دل کو شہر ویرانہ بنا دیتے ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک

یار کے دم سے سلامت زندگی
ورنہ واصف ہے قیامت زندگی[5]

واصف علی واصف کے نزدیک عشق ہی کاتب، عشق ہی مکتب، عشق ہی مکتوب، عشق ہی کتاب اور زندگی کا نصاب ہے۔ عشق کے اندر وہ طاقت موجود ہے جو جس تن لاگے اسے اپنا بنا لے۔ عشق کی دنیا بظاہر مشکل اور کٹھن لیکن بباطن بہت ہی خوب صورت اور نرالی ہے۔ جو اس حقیقت کو پالیتا ہے وہ کسی بھی قیمت پر عشق کو ترک نہیں کرتا۔ عشق ایسی نادیدہ قوت ہے جو انسان سے جو چاہے کروا سکتا ہے۔ عشق کی کرامات و تجلیات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تم چاہے جسے اپنا طلبگار بنالو
بازار کو دیکھو تو خریدار بنالو

ہر حرف تمنا تیرا اعجاز نظر ہے

اظہار کے انداز کو اشعار بنالو

قطرے کو اگر چاہو تو قلزم نظر آئے

اک ذرہ ناچیز کو فنکار بنالو

اے عشق تیرے دم سے ہے سب ذوق تماشہ

تم آتش نمرود کو گلزار بنالو

تو ہاتھ نہ آئے تو یہ حیوان مجسم

انسان کو تم صاحب اسرار بنالو

واصف اسی دنیا میں وہ دنیا بھی ملے گی

ہے شرط کہ تم عشق کو سالار بنالو6

عشق اور عقل کی کشمکش ازلی ہے۔ عقل کا میدان اور ہے اور عشق کا جہان اور۔ عشق کی سرمستی جس جذب و کیف کی منزل تک پہنچا دیتی ہے، عقل کی وہاں تک رسائی ممکن نہیں۔ کیوں کہ عقل مشاہدہ چاہتی ہے، سمجھ چاہتی ہے۔ عقل زمان و مکان کی حدود و قیود میں رہتی ہے جب کے عشق کی پرواز ہر قید سے ماورا ہے۔ عشق سچا ہو اور حق سے ہو تو یہ عقل کی رہبری کر سکتا ہے لیکن عقل عشق کی تپش کو نہیں پا سکتی۔ عقل اور عشق کا فلسفہ اردو شاعری کے علاوہ فارسی میں بھی بہت شد و مد کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ ہر بینا شاعر جس نے عشق کا چولا پہنا اور عشق کی بے کراں وادی کا سوار بنا، اس کے ہاں عقل و عشق کے تضادات و تلازمات بڑی خوبی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں ۔اقبال کی شاعری میں باقاعدہ عقل و عشق کا فلسفہ بہت تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے مطابق اقبال نے تصور عشق کے سلسلے میں مولانا روم سے استفادہ کیا ہے۔7 عشق ایک شعلہ یا چنگاری کی مانند ہے اور یہ جس دل میں لگے اس میں ایک تڑپ پیدا کر دیتا ہے جو صاحب عشق کو ناختم ہونے والی جستجو کا راہی بنا دیتا ہے۔ یہی تڑپ اور جستجو اسے جادہ حق سے ملا دیتی ہے۔ اسی لیے اقبال بھی عشق کو عقل پر ترجیح دیتے ہیں کیوں کہ جو جرات رندانہ عشق کی سرمستی سے وجود میں آتی ہے، عقل اس پر محو تماشائے لب بام رہتی ہے۔ عقل جو تشکیک میں مبتلا رکھتا ہے، عشق ایک ہی جست میں وہ قصہ تمام کر دیتا ہے۔ اسی لیے اقبال کہتے ہیں:

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بت کدہ تصورات
صدقِ خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ ء وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق[8]

عقل و عشق کے اسی مضمون کو واصف علی واصف نے بھی جابجا بیان کیا ہے کہ عشق کے راہی، عشق کی سربراہی میں منزل کو پالیتے ہیں کیوں کہ عشق شکوک و شبہات سے بالاتر ہوتا ہے اور پوری شدت کے ساتھ عمل پر گامزن رہتا ہے جب کہ عقل وسوسوں اور اندیشوں کی دنیا میں بھٹکتی رہتی ہے۔ اسی بات کو واصف صاحب یوں بیان کرتے ہیں:

آوارگان عشق نے منزل کو پالیا
راہوں میں سر پٹختی رہی عقل عمر بھر[9]

واصف علی واصف اس بات کے بھی قائل ہیں کہ عشق جرات رندانہ کے باعث اکثر اختلاف بھی رکھتا ہے اور تنہا بھی نظر آتا ہے کیوں کہ یہ عقل کی پیروی میں کسی کے پیچھے نہیں چل سکتا اور اپنی منزل خود متعین کرتا ہے۔ جب کہ عقل ہمیشہ رموز سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے محو گفتگو نظر آتا ہے۔ عقل اور عشق کی راجدھانی ایک سی نہیں ہو سکتی۔ واصف صاحب اس حقیقت کو یوں صفحہ قرطاس پر عیاں کرتے ہیں:

عقل کو محو گفتگو پایا
عشق دیکھا ہے بے زباں تنہا[10]

جہاں عقل و عشق میں تضاد نظر آتا ہے وہیں حسن و عشق میں اختلاط نظر آتا ہے۔ حسن و عشق، دونوں ایک دوسرے کے تابع نظر آتے ہیں۔ عشق کی منزل میں دیدار یار ہی صرف لذت عشق نہیں بلکہ اس کا خیال بھی حسین سے حسین تر ہے۔ واصف صاحب اس حقیقت کے قائل نظر آتے ہیں کہ عشق حسن کے، محبوب کے قریب رہنا چاہتا ہے لیکن در حقیقت محبوب کا تصور ہی حسین تر ہوتا ہے۔

عشق کیا ہے آرزوئے قربِ حسن
حسن کیا ہے عشق کا حسنِ خیال[11]

واصف صاحب کے نزدیک عشق کی تجلی حسن کے دم سے ہی فروغ پاتی ہے

عشق سے حسن ،حسن سے ہے عشق12؎
حسن کا غرور عشق کے دم سے ہی قائم ودائم ہے

نیاز عشق میں ڈوبا ہوا ہوں
غرور حسن بن کر آگیا ہوں13؎

دیار عشق میں بہت سے مقامات آہ وفغاں آتے ہیں لیکن عشق کے میدان میں سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔ جس طرح محبت کے قرینوں میں ادب پہلا قرینہ ہے، اسی طرح دیار عشق میں خاموشی لازم ہے۔ بقول شاعر:

اسی طرح واصف علی واصف دیار عشق میں خاموشی کو لازم قرار دیتے ہیں کہ اس رہ نورد عشق کو اس سفر میں اپنی جان سے بھی گزرنا پڑے تو گزر جائے لیکن لب پر کسی قسم کا گلہ شکوہ نہ لایا جائے کیوں کہ عشق کا مان اسی طرح برقرار رہ سکتا ہے کہ لاکھ مشکلیں درپیش ہوں لیکن حرف شکایت بھی لب پر نہ لایا جائے۔

واصف دیارِ عشق میں لازم ہے خامشی
مر کر بھی لب پہ آئے نہ ہرگز گلے کی بات14؎

اسی خیال کو واصف علی واصف نے اپنی پنجابی شاعری میں اس طرح بیان کیا ہے:

دل دیّے تے ایتھے واصف سروی دینا پینڈا
عشق دی نگری دا دنیا توں وکھرا اے دستور15؎

جہانِ عشق میں صدق وخلوص کی بنیاد پر ہی منزل کو پایا جاسکتا ہے۔ عشق میں کھوٹ، ملاوٹ، دغا فریب کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں۔ عشق کے اس کھیل میں عاشق اور معشوق دو فریق ضرور موجود ہوتے ہیں لیکن اس عشق کے کھیل نرالے ہیں۔ یہاں سر دھڑ کی بازی لگا کر سوئے مقتل تو جانا پڑتا ہے لیکن ہار جیت کی سودا سر میں سما نہیں سکتا۔ اس کھیل میں اپنا آپ قربان کرنا ہی پڑتا ہے اس خیال سے بالاتر ہو کر کہ اپنا تن من دھن قربان کرنے کے بعد بھی منزل ملے گی یا نہیں۔ جیسا کہ فیض نے کہا ہے

گر بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگادو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنا ہارے بھی تو بازی مات نہیں 16

یہی خیال واصف صاحب کے ہاں یوں بیان ہوا ہے کہ عشق کے اس کھیل میں ہار جیت کا سودا ممکن ہی نہیں، یہ کھیل اندیشہ سود و زیاں سے بر تر ہو کر کھیلا جاتا ہے۔ جیت کر محبوب کی محبت پا لینے جیسا دوسرا کوئی جذبہ ہو ہی نہیں سکتا لیکن اپنا آپ اس کی محبت میں ہار کر صرف محبوب کے ہو رہنے میں جو لذت اور راحت ہے وہ جیت کر اسے پا لینے میں بھی شاید موجود نہیں۔

واصف جہانِ عشق میں سودا گری ہے جرم
کب جیت کو خبر ہے ،جو ہے لطف ہار میں 17

واصف علی واصف کی شاعری میں کلاسیکی شاعری کے نمونے میں موجود ہیں جنہیں پڑھ کر امیر خسرو کے کلام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ قدیم شاعری کے خدوخال میں بھی واصف علی واصف نے زیادہ تر پریت کا مضمون ہی منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔ واصف صاحب کی یہ کلاسیکی شاعری کو پڑھتے ہوئے بھگت کبیر کی شاعری، قدیم اردو یا میواتی لب ولہجہ، خسرو کی تراکیب غرض بہت سے امتزاج یکجا نظر آتے ہیں۔

پیت کی ریت نہ پوچھئے پیت ہے اپنی ریت
میت کہے مر جایئے موت ملن کی ریت
پریم کرے پر ماتما ،پریم کی پرلو موہ
پر لو سے مورکھ ڈرے جے کے پریم نہ ہو 18

ان کے نزدیک پریتم ہی ایسا جذبہ ہے جس کو اختیار کر کے انسان نجات پا سکتا ہے۔ محبت کے اس جذبے کے سوا باقی سب ہیچ ہے۔ ایک یہی جذبہ صادق ہے جس سے انسان بقا کا امرت دھارا پی سکتا ہے۔

پریتم نام کو جاپ لے جانے کل کیا ہو
مایا دِش کی پوٹلی پریم سے امرت ہو 19

واصف علی واصف کا پنجابی کلام ان کی کتاب 'بھرے بھڑولے' میں موجود ہے۔ ان کی پنجابی شاعری میں بھی زندگی کی حقیقت، اس کی کٹھنائیاں، اخلاص، تصور فنا بقا کے ساتھ عشق کا مضمون جا بجا بیان ہوا ہے۔ ان

کے نزدیک عشق میں ہی ایسی تاثیر ہے جو ہر چیز کو مسخر بھی کر سکتی ہے اور دلوں کو بدل بھی سکتی ہے۔ جو پتھر کو موم بھی کر سکتی ہے اور بنجر زمین میں خوشنما پھول بھی کھلا سکتی ہے۔ اس جہان میں عشق کا سودا ہی سمایا ہوا ہے جس کے ظاہر و باطن میں بس عشق ہی موجود ہے۔ عشق خود ہی مرشد اور خود اپنا مرید ہے۔ عشق پانے کے لیے نار نمرود میں جلنا پڑتا ہے۔ اس کے لیے عقل، فہم و فراست سب چیزیں بے کار ہیں کیوں کہ عقل عشق کی منزل تک نہیں پہنچ سکتی۔ جس تن میں عشق سما جائے، اس کے لیے دنیا کی تمام لذتوں اور راحتوں کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔ واصف علی واصف نے اپنے پنجابی کلام میں جہاں جابجا عشق کی کار فرمائی بیان کی ہے وہیں عشق کے تمام رنگ، اس کی تمام پرتیں کھول کر بیان کر دی ہیں:

دھرتی نوں اسمان بناوے، عشق دی ایہہ تاثیر — عاشق کہن امام رانجھے نوں، ہیر اے معشوقاں دی پیر

عشق ہے اپنا آپے کعبہ، عشق قرآن حدیث — عشق 'اناالله'، الله الله! کون عشق دا پیر

عشق فرید تھلاں دا راہی رو رو عمر گزارے — عشق ہری اے ہر ہر اندر، عشق اے بھگت کبیر

عشق 'الست'، 'بلیٰ' دا قصہ، عشق نفی اثبات — کثرت دے وچ عشق دی وحدت، وحدت وچ تکثیر

عشق مزمل، عشق مدثر، طٰہٰ تے یسین — ظاہر باطن ذات عشق دی ایہو مڈھ اخیر

عشق شہید شہادت حق دی 'عشق رضا دا بندہ — عشق اویس، ابوذر، جامی، عشق علیؑ، شبیرؑ

عشق دا ڈیرہ سولی اپر، عشق تے موت حرام — وصل فراق توں عشق اگیرے، عشق سمیع بصیر

عقلاں نال عشق نہ ہندا، عشق دی الٹی چال — عشق ہووے تے وگدے واصف اکھاں دے وچ نیر 20

واصف علی واصف صوفی منش انسان تھے۔ ان کی زندگی، ان کے افکار و نظریات، تعلیمات تمام چیزیں اس چیز کا عملی ثبوت تھیں کہ یہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں عارضی ہیں۔ بقا وہی پا سکتا جو عشق کی جوت دل میں جگائے اور میدان عشق میں سرفراز ٹھہرے۔ عشق اگر حقیقی ہو تو حقیقت کو پا لیتا ہے اور عشق حقیقی کا منبع قرآن اور حدیث ہیں۔ واصف علی واصف کی شاعری حکمت و معرفت کے گوہر سے بھری پڑی ہے اور عشق کا مضمون اس میں تواتر کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی نثر کو بھی عشق کے رنگوں سے مزین کیا ہے۔ اپنے انداز فکر، متصوفانہ اسلوب اور موضوعات کی بنا پر ادب میں منفرد مقام کے حامل، واصف باصفا کے کلام میں جذبہ عشق کی برتری نظر آتی ہے کیوں کہ ہماری زندگی بھی اسی جذبہ عشق کی مرہون منت ہیں۔ اس کائنات کی رونقیں اور گہما

گہی سب اسی کے دم سے ہیں۔ اس لیے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہونے کے لیے جذبہ عشق سے دلوں کو منور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر عشق حقیقی کا جذبہ دلوں میں بیدار ہو جائے تو اسی میں فلاح کا راز مضمر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ واصف علی واصف۔ دل دریا سمندر، لاہور: کاشف پبلی کیشنز، 2014، ص:10

۲۔ واصف علی واصف۔ شب راز، لاہور: کاشف پبلی کیشنز، 1994، ص:186

۳۔ ایضاً، ص:36

۴۔ واصف علی واصف۔ شب چراغ، لاہور: کاشف پبلی کیشنز، س۔ن، ص:129

۵۔ ایضاً، ص:60

۶۔ واصف علی واصف۔ شب راز، ص:15

۷۔ خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر۔ فکر اقبال، لاہور: بزم اقبال، طبع ششم، 1988، ص:361

۸۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر۔ بال جبریل، مشمولہ، کلیات اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1990، ص:115، /439

۹۔ واصف علی واصف۔ شب راز، ص:175

۱۰۔ ایضاً، ص:201

۱۱۔ واصف علی واصف۔ شب چراغ، ص:142

۱۲۔ واصف علی واصف۔ شب راز، ص:181

۱۳۔ ایضاً، ص:78

۱۴۔ واصف علی واصف۔ شب چراغ، ص:146

۱۵۔ واصف علی واصف۔ بھرے بھڑولے، لاہور: کاشف پبلی کیشنز، 1995، ص:62

۱۶۔ فیض احمد فیض۔ زندان نامہ، مشمولہ نسخہ ہائے وفا، لاہور: مکتبہ کارواں، س۔ن، ص:255/65

۱۷۔ واصف علی واصف۔ شب راز، ص:199

۱۸۔ ایضاً، ص:305

۱۹۔ واصف علی واصف، شب چراغ، ص:223

۲۰۔ واصف علی واصف۔ بھرے بھڑولے، لاہور: کاشف پبلی کیشنز، 1995، ص: 73،72

- Wasif Ali Wasif. *Dil Darya Samandar*, Lahore: Kashif Publications, 2014, safha 10
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Raaz*, Lahore: Kashif Publications, 1994, safha 186
- *Aizan*, safha 36
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Charagh*, Lahore: Kashif Publications, s.n., safha 129
- *Aizan*, safha 60
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Raaz*, safha 15
- Khalifa Abdul Hakeem, Doctor. *Fikr-e-Iqbal*, Lahore: Bazm-e-Iqbal, taba‘ shashum, 1988, safha 361
- Allama Iqbal, Doctor. *Bal-e-Jibreel*, mashmoola, *Kulliyat-e-Iqbal*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 1990, safha 115/439
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Raaz*, safha 175
- *Aizan*, safha 201
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Charagh*, safha 142
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Raaz*, safha 181
- *Aizan*, safha 78
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Charagh*, safha 146
- Wasif Ali Wasif. *Bharay Bharolay*, Lahore: Kashif Publications, 1995, safha 62
- Faiz Ahmad Faiz. *Zindan Naama*, mashmoola *Nuskha Haye Wafa*, Lahore: Maktaba Karwan, s.n., safha 65/255
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Raaz*, safha 199
- *Aizan*, safha 305
- Wasif Ali Wasif. *Shab-e-Charagh*, safha 223
- Wasif Ali Wasif. *Bharay Bharolay*, Lahore: Kashif Publications, 1995, safha 72–73